مرجان کی صندوقچی حقہ کے ضروری حکم کے بیان میں

تصنیف لطیف قدس سرہ العزیز

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

حُقّۃ المرجان لمہم حکم الدّخان

۱۳۱۲

(مرجان کی صندوقچی حقّہ کے ضروری حکم کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۹ از بنگالہ طالب حق

چہ می فرمایند (کیا فرماتے ہیں) علمائے دین، حقہ پینا یا تمباکو کھانا کیسا ہے حرام یا مکروہ؟

انی رایت فی الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین' واکتبه بعینه۔

الحدیث السابع والعشرون: اخبرنی سیدی الوالد قال کان رجل من اصحابنا لایمزّ التنباك ولکنه کان قد اھیاء القذرة لاضیافه فرای النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی النوم او الیقظة لا ادری انّ ذلك کان' مقبلا الیه ثمّ اعرض وخرج من ذلك المکان قال فشددت الیه وقلت یا رسول الله (صلی الله تعالٰی علیك وسلم) ما ذنبی فقال فی بیتك القذرة و نحن نکرهها۔

الحدیث الثامن والعشرون: اخبرنی سیدی الوالد کان رجلان من الصالحین احدهما عالم عابد والاٰخر عابد لیس بعالم فرایا النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی ساعة واحدة کانه اذن للعابد ان یدخل فی مجلسه ولم یاذن للعالم فسال العابد

میں نے "الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین" میں دیکھا جس کو بعینہٖ لکھ رہا ہوں۔

ستائیسویں حدیث: میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک مرد خود تو تمباکو نوشی نہیں کرتا تھا لیکن مہمانوں کے لئے اس نے حقہ تیار کر رکھا تھا معلوم نہیں خواب میں یا بیداری میں اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی دراں حالیکہ آپ اس کی طرف متوجہ تھے پھر آپ نے اس سے اعراض فرمایا، اس شخص نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تیزی سے اس مکان سے نکل گئے' میں تیزی سے آپ کی طرف گیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا گناہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تیرے گھر میں گندگی (حقہ) ہے جو ہمیں ناپسند ہے۔

اٹھائیسویں حدیث: میرے والد صاحب نے مجھے خبر دی کہ دو نیک مرد تھے جن میں سے ایک عالم و عابد اور دوسرا عابد تھا مگر عالم نہیں تھا اُن دونوں نے خواب میں بیک وقت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عابد کو اپنی مجلس میں داخل ہونے کی اجازت عنایت فرمائی جبکہ عالم کو اجازت نہ بخشی، چنانچہ عابد نے

6

بعض القوم عن ذٰلك فقال هو يمز التنباك والنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یکرھہ فلما کان الغد دخل علی العالم فوجدہ یبکی لما رای اللیلۃ فاخبرہ عن السبب فتاب عن ساعتہ ثم رایا النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من اللیلۃ الاٰتیۃ علی صورۃ واحدۃ کانہ اذن للعالم وقربہ منہ[1] - والسلام ثم السلام۔

بعض لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا کہ وہ تمباکو نوشی کرتا ہے اور نبی کریم صلے اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ عابد عالم کے پاس گیا تو اسے رات والی خواب کی وجہ سے روتے ہوئے پایا، چنانچہ عابد نے عالم کو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی کے) سبب کی خبر دی تو عالم نے اسی وقت تمباکو نوشی سے توبہ کرلی۔ پھر آئندہ رات کو ان دونوں نے نبی کریم صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی صورت پر دیکھا گویا کہ آپ نے عالم کو اپنی مجلس میں داخلہ کی اجازت عطا فرمائی اور اسے اپنا قرب بخشا۔ والسلام ثم السلام۔

الجواب

حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام وخواص یہاں تک کہ علمائے عظام حرمین محترمین زادہما اللّٰہ شرفاً وتکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح وجائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں تو اسے ممنوع وناجائز کہنا یا احوال قلیان سے بےخبری پر مبنی،

کما عرض للکثیر من المتکلمین علیہ فی بدو ظہورہ قبل اختبارہ ووضوح امرہ فقیل مسکر وقیل مضرٌ و

جیسا کہ اس پر گفتگو کرنے والے بہت سے حضرات کو اس کے پرکھنے اور اس کی حقیقت واضح ہونے سے پہلے شبہ لاحق ہوا، چنانچہ کسی نے کہا یہ نشہ آور ہے، کسی نے کہا نقصان دہ

[1] الدر الثمین مع المسلسلات والنوادر میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۲

قیل مضر مطلقا کالسموم[عہ] و قیل و قیل ۔

جیسے کسی نے کہا زہریلی چیز کی طرح مضر ہے، اسی طرح کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ کہا۔ (ت)

یا[۲] بعض احوال عارضہ بعض فساق متناولین کی نظر پر مبنی،

کقول من قال انه مما یجتمع علیه الفساق کاجتماعهم علی المحرمات وقول اٰخر انه یصد عن ذکر الله وعن الصلٰوۃ ۔

اس شخص کے قول کی طرح جس نے کہا کہ اس پر فاسق لوگ جمع ہوتے ہیں جیسے وہ محرمات پر جمع ہوتے ہیں، اور دوسری بات یہ کہی گئی کہ یہ اللہ تعالٰی کے ذکر اور نماز سے رکاوٹ بنتا ہے (ت)

یا[۳] بعض عوارض مخصوصہ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جن کا حکم اُن کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں،

کمن احتج بالنهی السلطانی علی کلام فیه للعلامة النابلسی ۔

جیسے وہ شخص جس نے نہی سلطانی کے ساتھ استدلال کیا حالانکہ علامہ نابلسی کا اس میں کلام ہے ۔ (ت)

یا[۴] محض مفتریات کاذبہ و مخترعات ذاہبہ پر متفرع،

کتهور من تفوه ان کل دخان حرام وجعله حدیثا عن سید الانام علیه افضل الصلٰوۃ و اکمل السلام و کجرأۃ من قال اجمعوا علی

جیسے اس شخص کی جسارت جس نے کہا کہ ہر دھواں حرام ہے اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث گھڑی اور جیسے اس شخص کی جرأت جس نے کہا اس کی حرمت پر اجماع ہے

[عہ] والا فلا دواء ولا غذاء بل ولا شیئ فی عالم الخلق من هذا القبیل متمحضا للنفع خالصا عن الضرر حتی الشهد الذی نطق القراٰن العزیز بان فیه شفاء للناس والبان البقر المنصوص فی الاحادیث انها شفاء ۱۲ منه ۔

ورنہ تو کوئی دوا، غذا بلکہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو محض نافع ہو اور ضرر سے بالکل خالی ہو حتی کہ شہد جس کے متعلق قرآن ناطق ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اور گائے کا دودھ جس پر حدیث کی نص ہے کہ یہ شفاء ہے ۱۲ منہ (ت)

حرمتہ والاجماع حجۃ۔ اور اجماع حجت ہے۔ (ت)

فقیر نے اس باب میں زیادہ بے باکی متقشفہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف وتصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامہ امت مرحومہ کو ناحق فاسق وفاجر بتاتے ہیں اور جب اپنے دعویٰ باطل پر دلیل نہیں پاتے ناچار حدیثیں گھڑتے بناتے ہیں، میں نے ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ،

من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء۔ جس نے حقہ پیا گویا پیغمبروں کا خون پیا۔

اور دوسری حدیث یوں تراشی:

من شرب الدخان فکانما زنیٰ بامہ فی الکعبۃ۔ جس نے حقہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ت) جہل بھی کیا بدبلا ہے، خصوصاً مرکب کہ لادوا ہے۔ مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ ودانستہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اُٹھایا اور حدیث متواتر من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[1] کا اصلا دھیان نہ لایا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

اللھم تب علینا وعلیہ ان کان حیا واغفر لنا ولہ ان کان میتا۔ اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما اور اس کی بھی اگر وہ زندہ ہے، اور ہماری مغفرت فرما اور اس کی بھی مغفرت فرما اگر وہ مرچکا ہے۔ (ت)

ثانیاً قواعدِ شرع میں بیغوری اور نظر وفکر کی بیطوری سے پیدا،

کزعم من زعم انہ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ ومنہ زعم ان فیہ استعمال اٰلۃ العذاب یعنی النار وذٰلک حرام وھذا من البطلان جیسے اس شخص کا گمان جس نے کہا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ اور اسی سے یہ گمان کہ اس میں آلۂ عذاب یعنی آگ کا استعمال ہوتا ہے اور وہ حرام ہے۔ حالانکہ اس کا بطلان اضح ترین ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱
[2] صحیح مسلم باب تغلیظ الکذب علیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم " " " ۷/۱

بابین مکان قالہ المحدث[1] الدھلوی فیما نسب الیہ باستعمال الماء المعذب بہ قوم نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام **قلت** وفی الترویح بالمراوح استعمال اٰلۃ عذاب عاد واما اصلاح العصری اللکھنوی[2] بزیادۃ قید علٰی ھیأۃ اھل العذاب **فاقول** لایجدی نفعا والا لم یجز الاغتسال بماء حار، قال تعالٰی یصب من فوق رؤسھم الحمیم[1] وماذا یزعم الزاعم فی دخول الحمام، افیکون علٰی ھذا حرامًا منھیا عنہ لذاتہ بل من الکبائر اما مطلقا علٰی ما اختار ھذا الفاضل من کون تعاطی المکروہ تحریما من الکبائر اوبعد الاعتیاد علٰی ما علیہ الاعتماد من کونہ فی نفسہ من الصغائر وذالک لان الحمام کما افادہ العلامۃ المناوی فی التیسیر اشبہ شیئ بجھنم النار من تحت والظلام من فوق

یہ ہی کہا محدث دہلوی (مولانا شاہ عبدالعزیز) علیہ الرحمۃ نے جو ان کی طرف منسوب کہ اس میں اُس پانی کا استعمال ہے جس کے ساتھ نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام کی قوم کو عذاب دیا گیا **قلت** (میں نے کہا) پنکھے کے ساتھ ہوا لینے میں اس آلہ کا استعمال ہے جس کے ساتھ قوم عاد کو عذاب دیا گیا۔ رہا معاصر لکھنوی (مولانا عبدالحی) کا اصلاح کے لئے یہ قید بڑھانا کہ وہ اہل عذاب کی ہیئت پر ہے **فاقول** (تو میں کہتا ہوں) کچھ مفید نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ گرم پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز نہ ہو، اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ان (جہنمیوں) کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ تو ایسا گمان کرنے والا حمام میں داخل ہونے سے متعلق کیا کہے گا، کیا یہ حرام، منھی عنہ لذاتہ بلکہ کبائر میں سے ہے یا تو مطلقاً جیسا کہ فاضل مذکور کا مختار ہے کہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کبائر میں سے ہے یا عادت بنالینے سے جیسا کہ معتمد ہے کہ فی نفسہٖ یہ صغائر سے ہے، یہ اس لئے کہ حمام امام مناوی کی تیسیر میں ذکر کردہ افادہ کے مطابق جہنم کے مشابہ ترین ہے، اس کے نیچے آگ اور اوپر دُھواں ہے، اس میں بے چینی

[1] المراد بہ مولانا الشاہ عبدالعزیز المحدث الدھلوی۔
[2] المراد بہ المولوی عبدالحی اللکنوی۔

اس سے مراد مولانا الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں۔ (ت)
اس سے مراد مولوی عبدالحی لکھنوی ہیں۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۹

وفیہ الغم والحبس والضیق ولہذا لما دخلہ سیدنا سلیمٰن نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکربہ النار وعذاب الجبار اخرج العقیلی والطبرانی وابن عدی والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اول من دخل الحمامات وصنعت لہ النورۃ سلیمٰن ابن داؤد فلما دخلہ وجد حرہ وغمہ فقال اوّہ من عذاب اللہ اوّہ قبل ان لایکون اوّہ[1] **قلت** وبہذا یرد حدیث التشبہ باھل النار و حدیث الملابسۃ بالنار کما لایخفی علی اولی الابصار۔

حبس اور تنگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حمام میں داخل ہوئے تو انھیں آگ اور عذاب جبار یاد آگیا۔ عقیلی، طبرانی، ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا اس کو نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو حمام میں داخل ہوئے اور اس کے لئے چونا تیار کیا وہ سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں، جب وہ اس میں داخل ہوئے تو اس کی گرمی اور بے چینی کو پاکر فرمایا اللہ تعالٰی کے عذاب کا درد، یہ تو دردمند ہوتا ہے قبل اس کے دردمندی نہ ہو۔ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس کے ساتھ اہل نار سے مشابہت اور نار سے ملابست کی حدیث وارد ہے جیسا کہ اربابِ بصیرت پر پوشیدہ نہیں (ت)

ولہذا علمائے محققین واجلّہ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کار و امعان افکار اُس کی اباحت کا حکم فرمایا وھو الحق الحقیق بالقبول (اور یہی حق ہے جو قبول کرنے کے لائق ہے۔ ت) علامہ سیدی احمد حموی غمز العیون والبصائر میں فرماتے ہیں:

یعلم منہ حل شرب الدخان[2] اس سے معلوم ہوا کہ حقہ پینا حلال ہے۔ (ت)

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔ علامہ عبدالغنی

---

[1] الضعفاء الکبیر ترجمہ ۹۵ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن الداودی دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۸۴ و ۸۵
شعب الایمان 〃 حدیث ۷۷۷۸ 〃 〃 〃 ۶/ ۱۶۰

[2] غمز عیون البصائر مع اشباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ الفن الاول ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۹۸

بن علامہ اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیۃ استعمال التتن و القھوۃ الشائع ذکرھما فی ھذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب انہ لاوجہ لحرمتھما ولا لکراھتھما فی الاستعمال[1] الخ۔

بدعات عادیہ سے ہے حقّہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آج کل عوام وخواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔

علامہ محقق علاء الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت فیفھم منہ حکم التتن[2] شامی میں ہے: وھو الاباحۃ علی المختار[3]

یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں۔

پھر فرمایا:

وقد کرھہ شیخنا العمادی فی ھدیتہ الحاقا لہ بالثوم والبصل بالاولٰی[4]

ہمارے استاد عبدالرحمٰن بن محمد عمادالدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے لہسن وپیاز سے حق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

علامہ سیدی ابوالسعود پھر علامہ سیدی احمد طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں فرمایا:

لایخفی ان الکراھۃ تنزیھیۃ بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروہ تنزیھا یجامع الجواز[5]

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن اور پیاز کی، اور مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے۔

علامہ حامد آفندی عمادی بن علی آفندی مفتی دمشق الشام فتاوٰی مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین احمد بن محی الدین حیدر کردی جزری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الدلیل علی قبح البدع والنھی عنھا المکتبۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۴۲-۴۳

[2] الدرالمختار کتاب الاشربہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۶۱

[3] ردالمحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶

[4] الدرالمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۶۱

[5] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الاشربہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۲۷

فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله ایسر من تحریمه وما خیر رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بین امرین الا اختار ایسرهما واما کونه بدعة فلاضرر فانه بدعة فی التناول لافی الدین فاثبات حرمته امر عسیر لایکاد یوجد له نصیر[1]

حلتِ قلیان پر فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہلِ اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں معہذا اس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو ان میں زیادہ آسان ہوتا اُسے اختیار فرماتے، رہا اُس کا بدعت ہونا کچھ باعثِ ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ کہ امورِ دین میں، تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا۔

علامہ خاتمۃ المحققین سیدی امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

للعلامة الشیخ علی الاجهوری المالکی رسالة فی حله نقل فیها انه افتی بحله من یعتمد علیه من ائمة المذاهب الاربعة[2]

علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمہ اللہ تعالٰی نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے اس کی حلت پر فتویٰ دیا۔

پھر فرماتے ہیں:

قلت والف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة سماها الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان وتعرض له فی کثیر من تالیفه الحسان واقامة الطامة الکبرٰی

حلتِ قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالٰی نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا "الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان" نام رکھا اور اپنی بہت تالیفاتِ نفیسہ میں اس سے تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے والے پر

---

[1] العقود الدریۃ بحوالہ محی الدین الکردی الجزری، فی الرد علی من افتی بحرمۃ شرب الدخان، ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/۳۶۶

[2] ردالمحتار کتاب الاشربہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۹۵

على القائل بالحرمة او بالكراهة فانهما حكمان شرعيان لابد لهما من دليل ولا دليل على ذٰلك فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فى الاشياء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لايلزم منه تحريمه على كل احد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعي وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالٰى باثبات الحرمة او الكراهة اللذين لا بد لهما من دليل بل فى القول بالاباحة التى هى الاصل وقد توقف النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم مع انه هو المشرع فى تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعي فالذى ينبغي للانسان اذا سئل عنه سواء كان ممن يتعاطاه اولا كهٰذا العبد الضعيف وجميع من فى بيته ان يقول هو مباح لكن رائحته تستكرهها الطباع فهو مكروه طبعا لا شرعا الى اٰخر ما اطال به رحمه الله تعالٰى [1]

قیامتِ کبریٰ قائم فرمائی کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جن کے لئے دلیل درکار۔ اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ اُس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اس کے منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ کے نیچے داخل کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کیجئے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت ثابت نہیں ہوتی، جن مزاجوں پر صفرا غالب ہوتا ہے شہد انھیں نقصان کرتا ہے بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے باآنکہ وہ بنصِ قرآنی شفا ہے، اور یہ احتیاط کی بات نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر افترا کر دیجئے کہ ان کے لئے دلیل کی حاجت بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ وہی اصل ہے، خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بنفسِ نفیس صاحبِ شرع ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں توقف فرمایا جب تک کہ نصِ قطعی نہ اُترا تو آدمی کو چاہئے جب اس سے حقہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں) ہاں اُس کی بُو طبیعت کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ کہ شرعی، اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل اس کی تحقیق میں باقی ہے۔

---

[1] رد المحتار کتاب الاشربہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۹۶

بالجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں ہے خصوصًا ایسی حالت میں کہ عجمًا و عربًا و شرقًا و غربًا عام مومنین بلاد و بقاع تمام دُنیا کو اس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامّہ اُمّتِ مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملّتِ حنفیہ سمحہ سہلہ غرا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی، اسی طرف علّامہ جزری نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

فی الافتاء بحلہ دفع الحرج عن المسلمین[1]

اس کے حلال ہونے کا فتوٰی دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے (ت)

اور اسے علّامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا:

اقول ولسنا نعنی بھذا ان عامۃ المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل الامران عموم البلوی من موجبات التخفیف شرعا وما ضاق امر الا اتسع فاذا وقع ذٰلک فی مسئلۃ مختلف فیھا ترجح جانب الیسر صونا للمسلمین عن العسر ولا یخفی علی خادم الفقہ ان ھذا کما ھو جار فی باب الطھارۃ والنجاسۃ کذٰلک فی باب الاباحۃ والحرمۃ ولذا تراہ من مسوغات الافتاء بقول غیر الامام الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی مسئلۃ المخابرۃ وغیرھا مع تنصیصھم بانہ لا یعدل عن قولہ الی قول غیرہ الا لضرورۃ بل ھو

اقول (میں کہتا ہوں کہ) ہماری اس سے مراد یہ نہیں کہ عام مسلمان اگر کسی حرام میں مبتلا ہوجائیں تو وہ حلال ہوجاتا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عمومًا بلوٰی شرعی طور پر اسباب تخفیف میں سے ہے کوئی تنگی نہیں جس میں وسعت نہ پیدا ہو، جب یہ معاملہ ایک اختلافی مسئلہ میں واقع ہوا تو مسلمانوں کو تنگی سے بچانے کے لئے آسانی کی جانب کو ترجیح ہوگی۔ خادمِ فقہ پر پوشیدہ نہیں کہ جیسے یہ ضابطہ طہارت و نجاست میں جاری ہے ایسے ہی حرمت و اباحت میں بھی جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو اس ضابطہ کو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے غیر کے قول پر فتوٰی دینے کے مجوزات میں دیکھتا ہے جیسا کہ مسئلہ مخابرہ وغیرہ میں حالانکہ ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ بلا ضرورۃ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول سے عدول نہیں کیا جائیگا بلکہ یہ ضابطہ

---

[1] العقود الدریۃ فی الرد علی من افتی بحرمۃ شرب الدخان ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/۳۶۶

من مجوزات الميل الى رواية النوادر على خلاف ظاهر الرواية كما نصوا عليه مع تصريحهم بان مايخرج عن ظاهر الرواية فهو قول مرجوع عنه ومارجع عنه المجتهد لم يبق قولا له[1] وقد تشبث العلماء بهذا فی كثير من مسائل الحلال والحرام ففی الطريقة وشرحها الحديقة فی زماننا هذا لايمكن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوى الذی افتی به الائمة وهوما اختاره الفقيه ابوالليث انه ان كان فی غالب الظن ان اكثر مال الرجل حلال جاز قبول هديته ومعاملته والالا[2] اھ ملخصا، وفی ردالمحتار من مسئلة بيع الثمار لايخفی تحقق الضرورة فی زماننا ولاسيما فی مثل دمشق الشام، وفی نزعهم عن عادتهم حرج، وما ضاق الامر الا اتسع ولا يخفی ان هذا مسوغ للعدول عن ظاهر الرواية[3] اھ ملخصا، وفی مسئلة العلم فی الثوب

ظاہر الروایہ کے خلاف روایت نوادر کی طرف میلان کے لئے بھی مجوز ہے جیسا کہ علماء نے نص فرمائی باوجودیکہ وہ تصریح فرما چکے ہیں کہ جو قول ظاہر الروایۃ سے خارج ہے وہ مرجوع عنہ ہے اور جس قول سے مجتہد رجوع کرلے وہ اسکا قول نہیں رہتا۔ علماء نے بہت سے مسائل حلال و حرام میں اس سے استدلال کیا ہے۔ طریقہ اور اس کی شرح حدیقہ میں ہے کہ ہمارے زمانے میں قول احوط کو لینا جس پر ائمہ کرام نے فتوٰی دیا ہے ممکن نہیں۔ اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے اکثر مال کے حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اھ اختصار، اور ردالمحتار میں پھلوں کی بیع کے مسئلہ میں ہے ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت کا محقق ہونا پوشیدہ نہیں خصوصاً شام کے شہر دمشق میں، اور ان کو عادت سے ہٹانے میں حرج ہے، اور کوئی تنگ معاملہ نہیں جس میں وسعت نہ آئے، مخفی نہیں کہ یہ بات ظاہر الروایہ سے عدول کی مجوز ہے اھ تلخیص۔ اور کپڑے پر نقش ونگار کے مسئلہ میں ہے

---

[1] بحرالرائق کتاب القضاء فصل یجوز تقلید من شاء من المجتہدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۴۰

[2] الحدیقۃ الندیۃ الباب الثالث الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۷۲۰

[3] ردالمحتار کتاب البیوع فصل فیمایدخل فی البیع تبعاً دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۹

هوارفق باهل هذا الزمان لئلا یقعوا فی الفسق والعصیان[1] اھ وفیہ من کتاب الحدود ومقتضی ھذا کلہ ان من زفت الیہ زوجتہ لیلۃ عرسہ ولم یکن یعرفہا لایحل لہ وطؤھا مالم تقل واحدۃ او اکثر انہا زوجتك وفیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ[2] اھ ملخصا الٰی غیر ذٰلك من مسائل یکثر عدھا ویطول سردھا فاندفع ماعسٰی ان یوھم من قول الفاضل اللکنوی ان عموم البلوی انما یؤثر فی باب الطھارۃ والنجاسۃ لافی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ[3] اھ۔

کہ اس میں اہل زمانہ کے لئے نرمی ہے تاکہ وہ فسق اور گناہ میں مبتلا نہ ہوں اھ، اور اسی کے کتاب الحدود میں ہے اور اس تمام کا مقتضٰی یہ ہے کہ اگر شبِ زفاف شوہر کے پاس اس کی بیوی بھیجی جائے تو اس وقت تک اس کے لئے وطی حلال نہیں جب تک وہ عورت ایک یا کئی بار اس کو کہہ نہ دے کہ وہ اس کی بیوی ہے حالانکہ اس میں حرجِ عظیم ہے کیونکہ اس سے امت کو گنہگار بنانا لازم آتا ہے اھ تلخیص۔ اس کے علاوہ کئی مسائل جن کی تعداد کثیر اور ان کو بیان کرنے میں طوالت ہے۔ اس سے فاضل لکھنوی کے قول سے پیدا ہونے والا یہ وہم دُور ہوگیا کہ عمومِ بلوٰی صرف طہارت و نجاست میں مؤثر ہے نہ کہ حرمت و اباحت میں۔ جماعتِ علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اھ۔ (ت)

ہاں بنظرِ بعض وجوہ اُسے تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی و علامہ ابوالسعود و علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادہ فرمایا۔

علٰی مرا فیہ لبعض الفضلاء مع کلام فی ذٰلك المراء۔

اس میں بعض فضلاء کو شک ہے باوجودیکہ اس شک میں کلام ہے۔ (ت)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الحاقہ بما ذکر ھو الانصاف[4]۔

اس کا مذکور کے ساتھ الحاق کرنا ہی انصاف ہے۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۵

[2] ؍؍ کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحد الخ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۳/ ۱۱۵

[3] ترویح الجنان بتشریح حکم الدخان للکھنوی

[4] ردالمحتار کتاب الاشربہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶

اقول (میں کہتا ہوں) یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا،

کما جزم بہ الفاضل اللکنوی فی فتاواہ وتردد فیہ فی رسالۃ واضطرب فیہ کلام المحدث الدھلوی (ھو مولانا الشاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی) فیما نسب الیہ فاوھم اولاً انہ یوجب کراھۃ التحریم وعاد اٰخراً فقال التنزیہ۔

جیسا کہ فاضل لکھنوی نے اپنے فتاوٰی میں اس پر جزم فرمایا، اور ایک رسالہ میں تردد فرمایا۔ اور اس مسئلہ میں (حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی طرف منسوب کلام مضطرب ہے، پہلے انھوں نے وہم کیا کہ یہ مکروہِ تحریمی ہے پھر رجوع کرکے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (ت)

سراسر خلافِ تحقیق ہے **ثم اقول** (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) پھر کراہت تنزیہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولٰی ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت جامع جواز واباحت ہے جانبِ ترک میں اس کا وہ رتبہ ہے جو جہتِ فعل میں مستحب کا کہ مستحب کیجئے تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ نہیں، مکروہِ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں، پس مکروہِ تنزیہی کو داخلِ دائرہ اباحت مان کر گناہِ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل اللکنوی ثم تبعہ السید المشھدی ثم الکوذی (جیسا کہ فاضل لکھنوی سے صادر ہوا پھر اس کی اتباع سید مشہدی پھر کوذی نے کی۔ ت) سخت لغزش وخطائے فاسد ہے یارب مکروہ گناہ کون سا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس خطائے شدید کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمّٰی بہ جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیہ تحریر کی وباللہ التوفیق، **ثم اقول** (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) یونہی مانحن فیہ میں تین وجہ سے کراہت تنزیہیہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کردینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدھلوی (جیسا کہ محدّث دہلوی کی طرف منسوب تحریر میں واقع ہوا۔ ت) محض نامقبول، قطع نظر اس سے کہ ان وجوہ سے اکثر محلِ نظر، شرع سے اصلاً اس پر دلیل نہیں کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے ومن ادعی فعلیہ البیان (جو دعوٰی کرے بیانِ دلیل اُسی پر واجب ہے۔ ت) خود محدّث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خاں دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ علمائے محققین حُقّہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں حیث قال (جہاں فرمایا۔ ت):

اما المحققون القائلون بکراھتہ تنزیہا فھم ایضا تشبثوا بالروایات الفقھیۃ مثل ما قال صاحب الدر المختار[۱] الخ۔

جو محققین کراہت تنزیہی کے قائل ہیں انھوں نے بھی فقہی روایات سے استدلال کیا ہے جیسا کہ صاحب درمختار نے کہا الخ

---

[۱]

اور اسی میں تصریح ہے کہ حالت مشائخنا الیہا[1] اسی کراہت تنزیہہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا۔ اس رسالہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اسے

تحریر رائق وتقریر شیق وصحیح المبانی مستحکم المعانی وموافق روایات و مطابق درایات[2]

عمدہ تحریر، خوبصورت تقریر، صحیح عبارت والی، مستحکم معانی والی، روایات کے موافق اور درایات کے مطابق (ت)

بتایا، اور شاہ رفیع الدین صاحب نے:

استحسنت غایۃ الاحسان مانثر بانیہ من جواھر لاٰلیۃ فی مبانیہ و معانیہ[3]

انتہائی مستحسن ہیں موتیوں کے جواہر جو اس کے بانی نے اس کی عبارات اور معانی میں بکھیرے ہیں (ت)

فرمایا، تو ظاہراً دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اُس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مضمحل اور خلافِ تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح وتقریظ مناقض ومعارض ہوگی وہ تحریر پایۂ اعتبار سے یوں بھی گرگئی۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباعِ حق ہے نہ تقلیدِ اہلِ عصر و اتباعِ زید وعمرو، واللہ الہادی وولی الایادی۔

الحاصل معمولی حُقّہ کے حق میں تحقیقِ حق وحقِ تحقیق یہی ہے کہ وُہ جائز و مباح اور غایت درجہ صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے اچھا کرتے ہیں اور جو پیتے ہیں بُرا نہیں کرتے۔

فان الاساءۃ فوق کراھۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی[4]

کیونکہ اساءۃ مکروہ تنزیہی سے اوپر ہے جیسا کہ علامہ شامی نے اس کی تحقیق فرمائی (ت)

البتہ وُہ حُقّہ جو بعض جُہّال بعض بلادِ ہند ماہ مبارک رمضان شریف میں وقتِ افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدہ و دل کی عجیب حالت بناتے ہیں بیشک ممنوع وناجائز وگناہ ہے اور وہ بھی معاذاللہ ماہِ مبارک میں۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تفتیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔

---

[1]

[2]

[3]

[4] ردالمحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ١/ ٣١٨، ٣٨١

احمد و ابو داؤد بسند صحیح عن ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔[1]

امام احمد اور ابوداؤد نے بسندِ صحیح حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز اور سست کر دینے والی شے سے منع فرمایا (ت)

اور ایک صورت ممانعت کی اوقات خاصہ کے لئے اور پیدا ہوگی رائحہ کریہہ کے ساتھ مسجد میں جانا جائز نہیں

لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرة الخبیثة فلا یقربن مصلانا فان الملٰئکة تتأذی مما یتأذی منہ بنو اٰدم[2]

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ جو اس درخت خبیثہ (یعنی تھوم) کو کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے کہ جس بات سے آدمیوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے فرشتے بھی اذیت پاتے ہیں۔ (ت)

تو اگر حقہ سے منہ کی بُو متغیر ہو بے کلی کئے منہ صاف کئے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں، اسی قدر سے خود حقہ پر حکمِ ممانعت نہیں جیسے کچا لہسن پیاز کھانا کہ بلا شبہہ حلال ہے اور اُسے کھا کر جب تک بُو زائل نہ ہو مسجد میں جانا ممنوع مگر جو حقہ ایسا کثیف و بے اہتمام ہو کہ معاذ اللہ تغیر باقی پیدا کرے کہ وقت جماعت تک کلی سے بھی بکلی زائل نہ ہو تو قربِ جماعت میں اس کا پینا شرعاً ناجائز کہ اب وہ ترکِ جماعت و ترکِ سجدہ یا بدبو کے ساتھ دخولِ مسجد کا موجب ہوگا اور یہ دونوں ممنوع و ناجائز ہیں اور ہر مباح فی نفسہ کہ امرِ ممنوع کی طرف مؤدی ہو ممنوع و ناروا ہے،

وقد حققنا المسألة مع نظائرھا فی کتاب الوقف من فتاوٰنا بما یتعین الرجوع الیہ ولا یجوز التغافل عنہ

اس مسئلہ کی تحقیق اس کے نظائر سمیت کتاب الوقف میں ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس طور پر کر دی ہے کہ اس کی طرف رجوع متعین ہے اور اس سے غفلت ناجائز ہے۔ (ت)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ما جاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۶۳
مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۰۹
[2] المعجم الصغیر باب الالف من اسمہ احمد دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۲

یہیں سے تمباکو کھانے کا حکم واضح ہو گیا وہ فی نفسہٖ نباتات مباحہ سے ہے جس کی ممانعت اکل پر شرع مطہر ہرگز دال نہیں تو اُسے بعد وضوح حال حرام یا مکروہ تحریمی کہنا شرع پر جرأت و تہمت ہے ہاں غایت وہی تنزیہی کراہت ہے **اقول** بلکہ حُقّہ سے اشد کہ دُھواں منہ میں قائم نہیں رہتا تمباکوئے کشید نی اگر کثیف نہ ہو اور حقہ جلد جلد تازہ کیا جائے ہر بار پانی بدلا جائے تو ہن سے تغیر رائحہ ہوتا ہی نہیں خصوصاً جبکہ تمباکو خوشبو دار ہو اور بحالت متوسط پر بھی اس سے جو تغیر ہوتا ہے بہت سریع الزوال ہوتا ہے کلیوں سے فوراً جاتا رہتا ہے اور بے کلی بھی تھوڑی دیر میں ہوائیں اسے لیجاتی ہیں بخلاف تمباکوئے خوردنی کہ اس کا جرم مُنہ میں دبا رہتا ہے اور بکرار استعمال سے تمام دہن اس کی کیفیت کریہہ سے متکیف ہوتا اور اس کی بُو میں بس جاتا ہے تو اس کی کراہت تنزیہی حُقّہ سے زائد ہے اور اس میں ایک دقیقہ اور ہے تمباکو کھانے کا زیادہ رواج عورتوں میں ہے، اور شوہر اگر اس کا غیر عادی اور اس کی بُو سے متأذی ہو تو عورت کے لئے اس کا استعمال حدِ ممانعت تک پہنچے گا

لما فیہ من مناقضۃ ما قصد الشرع من الایتلاف والتحبب الی الازواج۔ کیونکہ اس میں میاں بیوی کے درمیان اس باہمی انس و محبت کی ممانعت ہے جو شرعاً مقصود و مطلوب ہے۔ (ت)

بلکہ عورت عادیہ نہ ہو اور اُس کی بُو سے ایذا پائے تو شوہر کے لئے بھی اُس کی کراہت اشد ہو جائیگی کہ عورت کے حق میں شوہر کو ایذا دینا یا اُسے اپنے بعض بدن مثل زبان و دہن سے تمتع دشوار کر دینا اگرچہ سخت ناپسند شرع ہے مگر مرد کو بھی حکم عاشروھن بالمعروف[1] (ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ ت) کی ہدایت، اور اُن کی ایذا سے ممانعت، اور اُن کی دلداری و دلجوئی کی طرف دعوت ہے۔ اور اگر کثافت و بے احتیاطی اس حد کو پہنچی کہ رائحہ کریہہ لازم دہن ہو جائے، کُلّی وغیرہ سے نہ جائے، برابر والے کو ایذا پہنچائے، تو ایسے تمباکو کا استعمال بیشک ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ خواہی نخواہی ترکِ جماعت و مسجد کا موجب ہوگا اور یہ حرام ہے معہذا ایسے تغیر کے ساتھ خود نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن کرنا سوءِ ادب و گستاخی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی ھذا ھو حق التحقیق، واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق۔

اما ما ذکر السائل من حدیث الدر الثمین **فاقول** لا متمسک فیھما سائل نے درثمین کے حوالے سے جو دو حدیثیں ذکر کی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان میں ممانعت کے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۹

للقائل بالمنع معلوم ضرورة من
الدين ان نبينا صلى الله تعالٰى
عليه وسلم وكذلك سائر اخوانه
من الانبياء والمرسلين والملئكة
المقربين صلوات الله تعالٰى وسلامه
عليهم اجمعين كلهم طيبون نظيفون
يحبون الطيب ويكرهون الروائح الكريهة
ثم لم يورث هذا في الثوم والبصل
واخواتهما من المباحات حرمة ولا منعا
مع ما نطقت به الاحاديث الجليلة الصحيحة
مسموعات الصحابة الكرام في اليقظة
مرويات الائمة الاعلام على جادة الحجة
في الشريعة من قوله صلى الله تعالٰى عليه
وسلم من اكل الثوم والبصل والكراث
فلا يقربن مسجدنا[1] وغير ذلك من الاحاديث
فكيف بحكاية منام يحكيها بعض
المتاخرين عن بعض من لم يسم وهذا
سيدنا جابر بن عبد الله الانصاري رضي الله
تعالٰى عنهما راويا ان النبي صلى الله تعالٰى
عليه وسلم قال من اكل ثوما او بصلا
فليعتزلنا اوقال فليعتزل مسجدنا و
ليقعد في بيته وان النبي صلى الله تعالٰى
عليه وسلم اُتي بقدر فيه خضرات من بقول

قائل کے لئے کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی یہ بات
ضروریات دین سے معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، یونہی دیگر انبیاء
ومرسلین اور ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام
تمام کے تمام صاف ستھرے ہیں، خوشبو کو پسند اور
بدبو کو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر محض بدبو کا پایا جانا
تو تھوم اور پیاز وغیرہ مباح اشیاء میں بھی حرمت
ممانعت کو ثابت نہیں کرتا باوجودیکہ اس پر وہ
عظیم الشان احادیث صحیحہ وارد ہیں جو صحابہ کرام
نے بیداری کی حالت میں سنی ہیں اور ائمہ اعلام
سے اس طریقے پر مروی ہیں جو شریعت میں
حجت ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کا ارشاد کہ جس نے تھوم، پیاز اور گندنا کھایا
وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس کے
علاوہ دیگر احادیث مبارکہ۔ تو پھر نیند کی حالت
کی حکایت سے کیسے حرمت ثابت ہوسکتی ہے
جس کو بعض متاخرین نے بعض نامعلوم حضرات
سے حکایت کیا۔ سیدنا حضرت جابر بن عبد اللہ
انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا جس نے تھوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے
یا ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے۔ نبی کریم
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہنڈیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۹

فوجد لها ریحا فقال قربوها الی بعض اصحابه وقال کل فانی اناجی من لاتناجی رواہ الشیخان[1] وھذا سیدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ قائلا کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا اتی بطعام اکل منہ وبعث بفضلہ الیّ وانہ بعث الیّ یوما بفضلۃ لم یأکل منہا لان فیہا ثوما فسألتہ حرام ھو قال لا ولٰکنی اکرھہ من اجل ریحہ قال فانی اکرہ ما کرھت رواہ مسلم[2] فہذا شیئ اٰخر غیر المنع الشرعی وانما الکلام فیہ، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

7

پیش کی گئی جس میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں آپ نے ان کی بُو کو ناگوار پایا تو بعض اصحاب کے قریب کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اسکو کھاؤ کیونکہ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔ اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا وہ میری طرف بھیج دیتے، ایک دن آپ نے میرے پاس سبزی بھیجی جس میں سے تو کچھ نہ کھایا کیونکہ اس میں تھوم تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے، تو آپ نے فرمایا کہ حرام نہیں لیکن میں اس کو ناگوار بُو کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔ تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا جس کو آپ پسند نہیں کرتے میں بھی اس کو پسند نہیں کرتا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ ایک دوسری چیز ہے جو ممانعت شرعی کے علاوہ ہے حالانکہ کلام تو ممانعتِ شرعیہ میں ہے۔ اللہ تعالٰی پاک ہے اور سب سے بڑا

---

[1] صحیح البخاری کتاب الاذان باب ماجاء فی الثوم النی والبصل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۸
صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما اوبصلا الخ " " " " ۱/۲۰۹
[2] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اباحۃ اکل الثوم الخ " " " " ۲/۱۸۳

بقیہ حاشیہ

عالم ہے اور اس شرف و بزرگی والے کا علم زیادہ تام اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

کتبـــه

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنّی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ

حقۃ المرجان لمہم حکم الدخان

ختم ہوا